ہدیہ بہ بارگاہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

فتنۂ انکارِ حدیث

پر

علامہ مولوی حافظ محمد ایوب صاحب دہلوی

کا

بصیرت افروز روح پرور مقالہ

ناشران

شیخ شجاع الحق - سابق صدر مسلم لیگ صوبہ دہلی

ملا واحدی - ایڈیٹر نظام المشائخ کراچی

عبد الکریم اسمٰعیل مرچنٹ - ایم اے - ایل ایل بی

نذیر احمد شریف - ایم اے - ایل ایل بی (علیگ)

برائے

ادارۂ تحقیق حق

۱۵۔۵ گارڈن روڈ - نزد جہانگیر پارک - صدر، کراچی ۳ سے شائع کیا

۱۴ ر جمادی الاول ۱۳۷۶ھ

۱۸ ر دسمبر ۱۹۵۶ء

(جو صاحب چاہیں اس کتاب کو چھپوا سکتے ہیں پلیٹ ہمارے پاس محفوظ ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

کسے خبر تھی کہ لے کر چراغِ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

فتنۂ انکارِ حدیث، دورِ حاضر کے فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ ہے اس وجہ سے نہیں کہ اس کا موقف علمی زیادہ مستحکم و مضبوط ہے، بلکہ اس وجہ سے کہ اپنے مقصد کے اعتبار سے یہ فتنہ دہریت اور کمیونزم کا ہم آہنگ ہے۔ اس کا مقصد بجز دین کو فنا کرنے کے اور کچھ نہیں ہے۔ دہریت عقل انسانی کو دین پر غالب کرتی ہے اور کمیونزم احتیاج بشری کو۔ منکرین حدیث ان دونوں تحریکات کے وہ رفیق ہیں جن کو کتاب آسمانی کے انکار کی تو جرأت نہیں ہوتی لیکن انھوں نے کتاب اللہ کو اس کے حامل کی تفسیر و تشریح سے محروم کر کے اسے بے اثر بنانے کا مذموم منصوبہ تیار کیا اور حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کا جو مکمل سامان کیا تھا اس کو درہم برہم کرنا چاہا۔ حق تعالیٰ نے صرف کتاب نازل کرنے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان اوصاف کے ساتھ مبعوث فرمایا، "ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ" تاکہ وہ تدریجی طور پر حسبِ ضرورت کتاب کی ایک ایک آیت کی توضیح و تشریح و نیز عملی تفسیر امت کے سامنے پیش فرمائیں

اور اس کی صحیح ترتیب متعین فرمائیں اور جن مسائل کا کتاب میں اجمالی ذکر ہے یا کوئی جزوی بات بیان نہیں کی گئی اس کی تفصیل و تشریح فرمائیں اور جزئیات کو بیان فرما کر تکمیل دین کا فریضہ انجام دیں۔ منکرین حدیث (جن کا مرکز ادارہ "طلوعِ اسلام۔ کراچی" ہے) اس گمراہی میں مبتلا ہیں یا دوسروں کو یہ کہہ کر گمراہ کرنا چاہتے ہیں کہ واجب الاتباع محض وحیِ الٰہی ہے اور وحی صرف کتاب اللہ میں منحصر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت آپ کی زندگی تک محض "مرکزِ ملت" ہونے کی وجہ سے تھی۔ آج "مرکزِ ملت" کی عدم موجودگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی پابندی غیر ضروری ہے۔ اُن کا قول یہ بھی ہے کہ "اطاعت صرف خدا کی ہو سکتی ہے کسی انسان کی نہیں ہو سکتی حتیٰ کہ رسول بھی اپنی اطاعت کسی سے نہیں کرا سکتا۔ قرآن رسول کو یہ حق نہیں دیتا کہ وہ کسی شئے کو حرام قرار دیدے"۔

حالانکہ قرآن شریف میں جابجا "اَطِیْعُوا اللّٰہَ" کے ساتھ "اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ" کا حکم فرمایا گیا ہے اور ایک جگہ تو یہ ارشاد فرما دیا گیا ہے مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (جس نے رسول کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی)

منکرینِ حدیث کا یہ مغالطہ نہایت شدید اور انتہائی گمراہی کا باعث ہے خصوصاً جب کہ یہ مغالطہ قرآن فہمی کے دعوے کے ساتھ دیا جاتا ہے۔ صحیح عقیدہ وہ ہے جس کی ترجمانی علامہ اقبال نے کی ہے ؎

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

ضرورت ہے کہ اس حقیقت کو اہلِ علم اور عامۃ المسلمین کے سامنے پیش کیا جائے۔ تاکہ وہ اس فتنہ سے محفوظ رہیں۔ اصل حقیقت کو سمجھنے کے لئے اور

اگر منکرین حدیث کو واقعی کوئی علمی مغالطہ ہوا ہے تو اس کو دور کرنے کے لئے چند بنیادی باتیں بطور سوالات رکھ کر ہمیں اس پر خالص علمی انداز میں بحث کرنی چاہئے کوشش اس امر کی بارہا کی گئی کہ اگر پرویز صاحب واقعی اس معاملہ میں سنجیدہ ہیں اور ساری تحریر بازی وہ علمی موشگافیوں کے انداز میں کر رہے ہیں تو کسی ایک مجلس میں بالمشافہ اپنے اشکال کو پیش کر کے علم و یقین کی صحیح روشنی حاصل کرلیں۔ مگر ان کے گریز سے معلوم ہوا کہ مقصد اصلی افہام و تفہیم کی حدود سے آگے نکل کر کچھ اور رہی ہے۔ بہر حال وہ بنیادی سوالات حسب ذیل ہو سکتے ہیں

(۱) وحی الٰہی کی کتنی صورتیں ہیں اور کیا کتاب کے علاوہ بھی وحی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

(۲) حدیثِ رسول فی نفسہٖ دین میں حجت ہے یا نہیں؟

(۳) احادیث رسول کا جو معتبر مجموعہ ہمارے پاس ہے وہ یقینی ہے یا ظنّی؟

(۴) ظن شرعاً حجت ہے یا نہیں؟

(۵) احادیث مسلّمہ واجب العمل ہیں یا نہیں؟

ان سوالات پر حضرت العلامہ محمد ایوب صاحب مدظلہ العالی نے قرآنی دلائل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ اس مضمون کی پہلی قسط میں صرف سوال نمبر ۱ کا جواب دیا گیا ہے۔ باقی سوالات کے متعلق انشا اللہ سلسلہ وار بحث کی جائے گی۔

ادارہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سوال۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف کے علاوہ بھی وحی کی جاتی تھی یا وحی صرف کتاب اللہ میں منحصر ہے کیا ہر وہ نبی جس پر کتاب نازل ہوئی۔ علاوہ کتاب کے اس پر وحی نازل کی گئی یا نہیں۔

جواب:۔ ہر نبی پر وحی آئی اور ہر نبی صاحب کتاب پر علاوہ کتاب کے بھی وحی آئی بالخصوص ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر علاوہ قرآن شریف کے بارہا بکثرت وحی آئی۔

ثبوت:۔ اس بات کا ثبوت کہ وحی کتاب کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ کتاب کے علاوہ بھی ہر صاحب کتاب نبی پر وحی آتی رہی یہ ہے کہ:۔

ہر نبی صاحب کتاب نہیں ہے مگر صاحب وحی ہے۔ یعنی نبی وحی کے بغیر نہیں ہو سکتا اور کتاب کے بغیر نبی ہو سکتا ہے۔ اب اگر وحی کتاب کے ساتھ مختص ہو گی تو ہر نبی کو صاحب کتاب ہونا چاہیے۔ حالانکہ اس بات پر اجماع ہے کہ ہر نبی صاحب کتاب نہیں ہے اور صاحب وحی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ) (کہہ دے کہ میں تمہارے جیسا آدمی ہوں یعنی بشریت میں تم جیسا ہوں۔ فرق یہ ہے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے) اس سے ظاہر ہو گیا کہ نبی غیر نبی سے صرف وحی میں ممتاز ہے بغیر وحی کے نبی ہو ہی نہیں سکتا۔ وحی کیا چیز ہے؟ اللہ کا بشر سے کلام کرنا وحی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ) یعنی اللہ تعالیٰ بشر سے

صرف تین طریقوں سے کلام کرتا ہے (۱) وحی سے (۲) پردہ کے پیچھے سے (۳) یا ایک رسول (فرشتہ) کو بھیجتا ہے۔ وہ اس کی اجازت سے اس کی مشیت کے موافق اس انسان پر وحی کر دیتا ہے۔ یہ تین طریقے ہیں وحی کے۔ اور یہ تینوں وحی ہیں (اِلَّا وَحْيًا) میں وحی صاف ہے (من وراء حجاب) جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا یہ بھی جیسا ارشاد فرمایا (وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى) میں نے تجھ کو پسند کر لیا تو سن جو وحی کی جا رہی ہے) حضرت موسیٰؑ سے جو کلام کیا اس کو اللہ نے وحی سے تعبیر کیا (اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ) میں وحی موجود ہے۔ الغرض اللہ تعالیٰ کا بشر سے کلام کرنا وحی ہے اور جس پر وحی ہو وہ نبی ہے۔ کیونکہ فرق نبی اور غیر نبی کا صرف وحی ہے۔ اب ہم کو یہ سمجھانا ہے کہ قرآن شریف جبریل روح الامین لے کر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ) (قرآن کو روح الامین لے کر آئے ہیں) (فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ) (جبریل نے تیرے دل پر قرآن اتارا) اس سے صاف واضح ہو گیا کہ "یرسل رسولا" میں جس وحی کی طرف اشارہ ہے وہ قرآن مجید ہے۔ وہ رسول اور فرشتہ جو باذن الٰہی وحی کرتا ہے وہ صرف قرآن ہے اور واضح ہو گیا کہ وحی کا انحصار قرآن ہی میں نہیں ہے بلکہ قرآن سے علیحدہ دو وحیاں اور ہیں جن کی طرف "اِلَّا وَحْيًا" اور "اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ" میں اشارہ ہے خلاصہ یہ ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے وحی کی تین قسمیں بتائیں اور قرآن شریف تیسری قسم یعنی "او یرسل رسولا" میں شامل ہے۔ "اِلَّا وَحْيًا" اور "اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ" یہ دونوں قرآن کے علاوہ ہیں۔ کیونکہ قرآن کو روح الامین (جن کو آیت میں رسول سے تعبیر فرمایا ہے) لیکر آتے ہیں۔ اس سے صاف واضح ہو گیا۔

کہ وحی کا انحصار صرف قرآن شریف میں نہیں ہے بلکہ وحی علاوہ قرآن شریف کے ان دو طریقوں پر (یعنی "اِلَّا وَحْیًا" اور "اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ") بھی ہوتی ہے۔

اب ہم یہ بتاتے ہیں کہ انبیاء سابقین پر وحی ہوئی اور وہ وحی کتاب نہیں تھی۔

حضرت آدمؑ سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا (قُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ) اے آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو سہو۔ (یٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْھُمْ) (اے آدم ان یعنی فرشتوں کو ان اشیاء کے نام بتادے) (وَنَادٰھُمَا رَبُّھُمَآ اَلَمْ اَنْھَکُمَا) (ان کے ربّ نے ان کو پکارا کہ کیا میں نے تم کو منع نہیں کیا تھا) اللہ تعالیٰ نے آدمؑ سے بار بار کلام کیا اور یہ کلام کتاب نہ تھا۔

حضرت نوحؑ پر وحی کی (وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّہٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِکَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ) نوحؑ کی طرف وحی کی گئی کہ تیری قوم میں سے اب کوئی اور ایمان نہیں لائے گا جو ایمان لانے والے تھے وہ لا چکے۔ (فَاِذَا اسْتَوَیْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَکَ عَلَی الْفُلْکِ) (جب تو اور تیرے ساتھی کشتی پر سوار ہو جائیں) (یٰنُوْحُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ) (اے نوح وہ (یعنی تیرا بیٹا) تیرے اہل میں سے ہے ہی نہیں) الغرض متعدد کلام حضرت نوحؑ سے ہوئے یہ سب وحی تھے اور کتاب نہ تھے۔ کیونکہ مایوسی کے وقت ڈوبنے کے وقت اور نجات پانے کے وقت کتاب کی ضرورت نہیں تھی۔ کتاب کا نزول بشارت اور انذار اور رفع اختلاف کے لئے ہوتا ہے وہ اسوقت مقصود نہ تھا۔ حضرت ابراہیمؑ پر وحی ہوئی (یٰٓاِبْرٰھِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا) اے ابراہیم چھوڑ بھی اس خیال کو) یہ وحی تھی اور کتاب نہ تھی (تِلْکَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰھَآ اِبْرٰھِیْمَ عَلٰی قَوْمِہٖ) (حضرت ابراہیم کو اُنکی قوم کے مقابلہ کے لئے یہ حجت ہم نے دی تھی۔ حضرت ابراہیم نے کو اکب اور

شمس و قمر کے غروب اور غائب ہونے سے ان کے حدوث پر استدلال کیا۔ اسکو اللہ تعالےٰ نے اپنا لیا اور کہا کہ یہ حجت ہم نے ابراہیم کو سکھائی تھی یہ وحی تو تھی مگر کتاب تھی۔ حضرت یعقوب نے فرمایا "اِنِّی لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ" مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے) حاضرین نے کہا کہ آپ تو وہی پرانے خیالات میں ہیں۔ پھر جسوقت آپ بینا ہوگئے تو فرمایا۔ اِنِّی اَعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ" (مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہوجاتی ہیں جو تمھیں معلوم نہیں ہوتیں) بس یہ وحی ہے مگر کتاب نہیں ہے۔ کتاب ہوتی تو بیٹوں کو اور تمام حاضرین کو معلوم ہوجاتی۔ اسکی تو تبلیغ فرض تھی۔ حضرت یوسف پر وحی ہوئی وَاَوْحَیْنَا اِلَیْہِ لَتُنَبِّئَنَّھُمْ بِاَمْرِھِمْ ھٰذَا" (ہم نے یوسف کو وحی کی کہ تو ان کی اس غلطی پر ان کو متنبہ کریگا) چنانچہ انھوں نے ان کو متنبہ کیا "ھَلْ عَلِمْتُمْ مَا فَعَلْتُمْ بِیُوْسُفَ وَاَخِیْہِ" (تمھیں کچھ پتہ ہے کہ یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ تم نے کیسا (برا) برتاؤ کیا تھا۔ بہرحال یہ وحی کنویں میں ڈالتے وقت ہوئی تھی اور یہ وحی کتاب نہ تھی حضرت موسیٰ کو طور پر وحی ہوئی "یَا مُوْسٰی اِنِّی اَنَا اللّٰہُ" اے موسیٰ میں ہی معبود ہوں) یہ وحی تھی کیونکہ فرمایا "فَاسْتَمِعْ لِمَا یُوْحٰی" سن جو وحی (تیری طرف) کی جارہی ہے) بہرحال طور کا کلام وحی ہے مگر کتاب نہیں۔ "وَاَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی اَنْ اَلْقِ عَصَاکَ" (ہم نے موسےٰ کو وحی بھیجی کہ اپنا عصا پھینک دے) یہ وحی ہے اور کتاب نہیں ہے۔ کیونکہ توریت ان وحیوں کے بہت عرصہ بعد نازل کی گئی تھی۔ وَاَوْحَیْنَا اِلٰی مُوْسٰی اَسْرِ بِعِبَادِیْ" (ہم نے موسیٰ کو وحی کی کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے جا) یہ وحی ہے اور کتاب نہیں ہے۔ الغرض متعدد وحیاں ان حضرات کو ہوئیں اور یہ وحیاں کتابیں نہ تھیں۔ حضرت لوط سے ملائکہ نے کہا "یَا لُوْطُ" "اَنَا رُسُلُ رَبِّکَ" (اے لوط ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں) یہ وحی تھی کتاب نہ تھی۔ کیونکہ عذاب کے وقت

کتاب کیسی؟ عذاب کے وقت کتاب بے سود چیز ہے۔ بنی اسرائیل کے نبی نے کہا کہ اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ مقرر کیا ہے "وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا" یہ وحی ہے کتاب نہیں ہے۔ حضرت سلیمان پر وحی ہوئی فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ "(ہم نے اس فیصلہ کو سلیمان کو سمجھا دیا) یہ وحی تھی کتاب نہ تھی۔ کتاب ہوتی تو حضرت داؤد اسے جانتے۔ حضرت زکریا پر وحی ہوئی يَا زَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ" (اے زکریا ہم تجھے لڑکے کی بشارت دیتے ہیں) فَنَادَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي (فرشتوں نے ان کو آواز دی جس وقت وہ نماز پڑھنے محراب میں کھڑے ہوئے تھے) قَالَ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيَىٰ (کہ اللہ تجھے یحییٰ کی بشارت دیتا ہے) یہ وحی تھی کتاب نہ تھی۔ اگر کتاب میں یہ مضمون ہوتا تو نہ دعا مانگتے نہ تعجب کرتے۔ حضرت عیسیٰ پر وحی ہوئی "قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ" اللہ نے کہا میں تمہارے اوپر خوان اتاروں گا، یہ وحی تھی کتاب نہ تھی کیونکہ اگر یہ کتاب ہوتی تو حواری مطالبہ کرتے نہ ضد بحث ہوتی یعنی کتاب میں یہ مضمون ہوتا کہ اللہ خوان اُتار سکتا ہے اور اُتاریگا تو اس صورت میں مطالبہ ہی نہ ہوتا کیونکہ انجیل توریت وغیرہ سب دفعۃً نازل ہو چکی تھیں۔ الغرض جو نبی صاحب کتاب نہیں تھے ان پر تو صرف وحی ہی وحی نازل ہوئی اور جو صاحب کتاب تھے ان پر کتاب سے پہلے اور کتاب کے بعد برابر وحی ہوتی رہی اور قرآن شریف میں بکثرت یہ وحیاں مذکور ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کسی بشر سے کلام کرنا ہی وحی ہے اور اسکی تین قسمیں ہیں۔ اور کتاب اسکی ایک قسم أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا میں مشتمل ہے۔ وحی عین کتاب نہیں ہے وحی کبھی کتاب ہوگی کبھی "مِن وَرَاءِ حِجَابٍ" ہوگی۔ کبھی خالص وحی ہوگی۔

اب خاص طور سے اسے سمجھئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی علاوہ قرآن شریف کے بھی آتی تھی۔

پہلی دلیل:۔ "وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا قَالَ نَبَّاَنِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ" جب نبی نے اپنی کسی بیوی سے چپکے سے ایک حدیث بیان کی پھر اس بیوی نے اسکو (کسی دوسری سے) کہدیا اور اللہ نے نبی پر اس واقعہ کو ظاہر کر دیا (یعنی اللہ نے نبی پر یہ ظاہر کر دیا کہ تیری بیوی نے اس بات کو دوسری بیوی پر ظاہر کر دیا ہے) تو نبی نے اس بیوی سے کچھ حصہ بیان کیا اور کچھ نہیں بیان کیا جب نبی نے بیوی کو اس واقعہ کی خبر دی تو بیوی نے کہا کہ آپکو کس نے خبر کر دی۔ تو نبی نے کہا کہ مجھے علیم وخبیر نے خبر دی ہے۔ اللہ نے نبی پر یہ واقعہ ظاہر کیا "اظهره الله" اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ نے اس کا اظہار جو نبی پر کیا ہے یہ وحی تھی اور نبی نے جو یہ کہا کہ علیم وخبیر نے خبر دی یہ وحی تھی۔ اس آیت کے دونوں ٹکڑے وحی غیر قرآن پر دلالت کر رہے ہیں۔ کیونکہ اللہ نے نبی پر جو اس واقعہ کو ظاہر کیا یہ قرآن میں کہیں مذکور نہیں ہے اور نبی نے جو یہ کہا کہ مجھے علیم وخبیر نے خبر دی ہے تو علیم وخبیر کا یہ خبر دینا کہیں قرآن میں مذکور نہیں ہے۔ اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ قرآن کے علاوہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی ہوئی۔

دوسری دلیل "مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰۤی اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ" (کھجور کے درخت جو تم نے کاٹ دیئے یا انکی جڑوں پر باقی رہنے دئے تو یہ (جو کچھ تم نے کیا ہے) اللہ کی اجازت سے کیا ہے) یہ آیت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کے علاوہ وحی ہوئی۔ کیونکہ جس حکم کے ذریعہ ان درختوں کو کاٹا گیا وہ حکم قرآن شریف میں کہیں نہ تھا۔

خلاصہ یہ کہ اذن الٰہی کس جگہ ہے۔ قرآن میں ہے یا قرآن سے باہر ہے۔ اگر قرآن میں ہے تو دکھاؤ کہاں ہے۔ ہرگز قرآن میں ان درختوں کے کاٹنے کی اجازت نہیں ہے۔ لیکن قرآن سے اجازت ثابت ہے تو معلوم ہوا کہ یہ اجازت دوسری وحی سے ہے جو علاوہ قرآن شریف کے ہوئی۔

تیسری دلیل۔ سورہ بقرہ و آل عمران وغیرہ یہ سب سورتیں مدنی ہیں جو تقریباً دس سال بعد نازل ہوئی ہیں۔ تو جس طرح یہ نازل ہوئی تھیں اسی طرح ان کو کیوں ترتیب نہیں دیا گیا۔ جو سورۃ پہلے نازل ہوئی وہ پہلے لکھی جاتی۔ جو پیچھے نازل ہوئی وہ پیچھے لکھی جاتی۔ لیکن ایسا نہیں کیا۔ بلکہ پہلے نازل شدہ سورتیں پیچھے لکھی گئیں اور پیچھے والی پہلے لکھی گئیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ۚ قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ (جو لوگ ہماری ملاقات کے آرزومند نہ تھے وہ کہنے لگے کہ اس قرآن کے علاوہ کوئی اور قرآن لا یا اسکو بدل دے۔ کہدے مجھ سے کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنی طرف سے بدل دوں۔ میں تو صرف وحی کا پابند ہوں) اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ تبدیلی بغیر وحی کے نہیں ہو سکتی۔ یہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیلی تنزیلی ترتیب میں کی ہے یہ وحی سے کی ہے اور یہ وحی قرآن میں مذکور نہیں ہے یعنی کہیں قرآن میں یہ نہیں ہے کہ اے نبی یہ سورۃ یہاں لکھواؤ اور یہ وہاں۔ لہٰذا قرآن کے علاوہ وحی ہوئی۔

چوتھی دلیل:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ

مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ "(یہ صرف اسماء ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں اللہ کی منظوری کے بغیر) اس سے ظاہر ہو گیا کہ اللہ کی منظوری کے بغیر نام رکھنا ناجائز ہے۔ لہٰذا یہ جو سورتوں کے نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھے ہیں۔ سورۃ بقرہ۔ سورۃ آل عمران وغیرہ۔ یہ قطعی اللہ کی منظوری سے رکھے ہیں۔ اور یہ منظوری قرآن میں کہیں نہیں دی۔ بلکہ قرآن کے علاوہ منظوری دی گئی۔ یہی وہ وحی ہے جو قرآن کے علاوہ ہے۔

پانچویں دلیل:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا (جب قرآن پڑھا جائے تو سنو) "اِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ" جب ہم قرآن پڑھیں تو اس کی پیروی کرو) مگر قرآن میں یہ کہیں نہیں ہے کہ اے نبی جب قرآن نازل ہوا کرے تو لکھ لیا کرو۔ یہ جو نبی صلعم نے قرآن کو لکھوایا یہ کس وحی سے آیا یہ وحی قرآنی سے! تو وحی قرآنی تو ساکت ہے۔ لہٰذا وحی غیر قرآنی سے اس کو لکھوایا۔

چھٹی دلیل:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ (دو دو، تین تین، چار چار جو عورتیں اچھی لگیں ان سے نکاح کر سکتے ہو) ہم پوچھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چار سے زیادہ نکاح کیے یہ کس وحی سے۔ وحی قرآنی میں تو صرف چار تک کا حکم ہے۔ نبی صلعم کا یہ فعل ضرور بالضرور وحی غیر قرآنی سے ہوا۔

ساتویں دلیل:۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ" (جب ہم قرآن کی تلاوت کریں تو اسکی پیروی کرو۔ (یعنی سنو پھر (اس کے بعد) اس کا سمجھانا ہمارے ذمہ ہے۔ یعنی قرآن کے نازل ہونے کے بعد قرآن کا بیان کرنا اور واضح کرنا اللہ کے ذمہ ہے۔ اب ہم کہتے ہیں کہ یہ بیانِ قرآن

قرآن ہے یا قرآن سے علیحدہ ہے۔ اگر قرآن ہے تو کیا قرآن کے لئے پھر بیان کی ضرورت ہے۔ اگر قرآن کے علاوہ ہے تو بیان قرآن قرآن سے علیحدہ منزل من اللہ ہو گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ بیانِ قرآن ہمارے ذمہ ہے اور بیان قرآن غیر قرآن ہے۔ کیونکہ اگر بیان قرآن قرآن ہو گا تو تسلسل لازم آئیگا۔ لہٰذا بیانِ قرآن غیر قرآن ہے اور وہ اللہ کے ذمہ ہے یعنی اللہ کی جانب سے ہے لہٰذا اللہ کی جانب سے ایسی وحی ثابت ہو گئی جو قرآن سے علیحدہ ہے۔

آٹھویں دلیل: بیت المقدس کو قریباً سترہ مہینے نبی صلعم نے قبلہ بنائے رکھا یہ کس وحی سے بنایا۔ وحیِ قرآن تو ساکت ہے۔ قرآن میں کہیں نہیں ہے کہ اے نبی تم بیت المقدس کو قبلہ بناؤ۔ اور نبی صرف وحی کا پیرو ہے۔ لہٰذا بیت المقدس کو جس وحی سے قبلہ بنایا وہ وحی وحی غیر قرآنی ہے۔

نویں دلیل:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ تین ہزار فرشتوں کی امداد تمہیں کافی نہیں ہے "اَلَمْ يَكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ" یعنی اللہ نے ان کے قول کو نقل کیا ہے۔ نبی کے اس قول سے قبل یہ قول کہیں قرآن میں نہیں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ نبی کو اس قول کی وحی قرآن سے الگ ہوئی تھی۔

دسویں دلیل: يُوْصِىْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ اس آیت میں وصیت مقدم ہے دین پر۔ لیکن نبی نے دَین کو وصیت پر مقدم کر دیا۔ اور نبی وحی کے خلاف نہیں کر سکتا اور وحی قرآنی میں کہیں تبدیلی کا حکم موجود نہیں ہے لہٰذا قرآن کے علاوہ وحی ہوئی تھی۔

گیارہویں دلیل: وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ اللہ نے تم کو جس

طرح ہدایت کی ہے اس طرح تکبیر کرو) اللہ نے قرآن میں کہیں تکبیر کا طریقہ نہیں بیان کیا۔ صرف نبی نے بیان کیا ہے۔ اللہ نے نبی کے بتائے ہوئے طریقے کو اپنی طرف منسوب کیا۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ نبی کو وحی کی کہ اس طرح تکبیر کہو۔ یا تکبیر پڑھو۔ اور وحی کہ اس طرح تکبیر کہو قرآن شریف میں شامل نہیں ہے

بارھویں دلیل ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا " وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ (یاد کر اس وقت کو) جب ہم نے تجھ سے کہا تھا کہ بیشک تیرے رب نے لوگوں کو گھیر لیا ہے، یہ آیت اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ قرآن شریف کے علاوہ دوسری وحی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی۔ کیونکہ قرآن شریف میں اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ کہیں نہیں ہے۔ اور یہاں اللہ نے فرمایا کہ ہم نے تجھ سے کہا تھا کہ بیشک لوگوں کو تیرے رب نے گھیر لیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ اللہ نے نبی سے قرآن کے علاوہ دوسری وحی کے ذریعے کہا تھا کہ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ یعنی تیرے رب نے لوگوں کو گھیر لیا ہے اور اب اس کہنے کو یاد دلایا ہے۔

تیرھویں دلیل :- فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى (اللہ نے اپنے بندہ کو جو وحی کرنی تھی کی) یہ صاف دلیل ہے کہ جو کچھ وحی ہوئی وہ وحی قطعاً قرآن نہیں ہے اس لئے کہ وحی قرآنی سب کو معلوم ہے اور اس وحی کا کسی کو صحیح پتہ نہیں نیز قرآن یا مکی ہے یا مدنی۔ اور وحی نہ مکی ہے نہ مدنی۔ غرض بیشمار دلالتیں موجود ہیں قرآن کے علاوہ دوسری وحی پر " مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى " (وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا اس کا نطق صرف وحی ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ صرف قرآن اپنی خواہش سے نہیں بولتا تو یہ غلط ہے اس لئے کہ قرآن کو آیت میں محذوف نکالنا پڑے گا ــــــــــ

اور حذف خلافِ اصل ہے۔ دوسرے ھُوَ کی ضمیر کا مرجع اوپر مذکور نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ نہ سیدھے رستے سے رکا اور نہ ٹیڑھا چلا۔ عمل کی صفائی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی " سے کر دی۔ اور قول کی صفائی "مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی سے کر دی یعنی اس کا قول و فعل من جانب اللہ ہے۔ اس کے علاوہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ مطلقًا نطق ہوائی کی نفی ہے اور اگر قرآن کے نطق ہوائی کی نفی ہوگی اور اس کے علاوہ الگ نطق ہوائی ہوگا تو نطق ہوائی سے نطق غیر ہوائی قطعًا ثابت نہیں ہوگا۔ کیونکہ جس وقت وہ یہ کہے گا کہ یہ اللہ کا قول ہے یعنی یہ کہے گا کہ "الٓمّٓ ذٰلِکَ الْکِتَابُ" اللہ کا قول ہے۔ تو نبی کا یہ قول اگر ہوا سے ہوگا تو اللہ کا قول اس ہوائی قول سے ہرگز ثابت نہیں ہوگا۔ لہٰذا اس کا ہر قول غیر ہوائی ہے اور وحی ہے۔

میں پوچھتا ہوں کہ نبی کا ہر قول و فعل جو قرآن میں مذکور نہیں ہے اُسکی بابت کیا کہتے ہو؟ اگر وحی سے ہے تو قرآن کے علاوہ وحی ثابت ہو گئی اور اگر وحی سے نہیں ہے تو اس آیت کے خلاف ہوا جاتا ہے کہ "اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ" (میں تو صرف وحی کا پیرو ہوں)، اگر کوئی کہے کہ نبی کا ہر قول و فعل وحی سے ہے اور وحی قرآنی سے ہے۔ بعض اقوال و افعال نص سے ہیں بعض استنباط سے ہیں تو یہ غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰکَ اللّٰہُ " اللہ جو معنی دکھاتا تھا اس پر حکم صادر فرماتے تھے استنباط نہیں کرتے تھے۔ اس کے علاوہ استنباط کے لئے اشتراک علت ضروری ہے۔ جہاں علت مشترک نہیں ہے وہاں استنباط نہیں ہو سکتا

ایسا دیکھئے؛

شدید القوی - عَلَّمَهٗ شَدِیۡدُ الۡقُوٰی میں
روح الامین - نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِیۡنُ۔ فَاَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡهَا رُوۡحَنَا میں
رسول الکریم - اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ کَرِیۡمٍ میں
ان سب سے مراد جبریل ہیں۔

دنیا کی تمام طاقتیں مل کر بھی استنباط نہیں کر سکتیں کہ ان الفاظ کے معنی جبریل ہیں۔ جب تک متکلم خبر نہ دے کہ ان الفاظ سے جبریل مراد ہے۔

قرآن میں کہیں نہیں ہے کہ ان الفاظ سے جبریل سمجھ لینا۔

اسی طرح ذُوالنُّون اور صاحب حوت سے مراد یونس علیہ السلام ہیں۔ کہیں سے بھی مستنبط نہیں ہو سکتے۔

خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے اقوال موجود ہیں۔ اور ایسے افعال موجود ہیں جو قطعاً نہ قرآن میں موجود ہیں نہ قرآن سے ثابت ہیں۔ نہ اشارۃً نہ اقتضاءً نہ دلالتاً۔

بتاؤ کہ یہ اقوال و افعال بالوحی ہیں یا نہیں؟

اگر بالوحی ہیں تو یہ وہی وحی ہے۔ جس کے ہم درپے ہیں۔ اگر بالوحی نہیں ہیں تو قطعی اِنۡ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوۡحٰۤی اِلَیَّ کے خلاف ہیں۔ اور ایسا کہنا کفر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے پیرو نہ تھے۔ مَعَاذَ اللہ

بہر حال نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل بالوحی تھا۔

نوٹ:- اس کتاب کو پڑھ کر دوسروں کو برائے مطالعہ دیدیں

ضیاء پریس کراچی